کسب حلال کی ترغیب، قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ و تحقیق

Encouragement and motivation for halal earning A research analysis in the light of the Quran and Sunnah

Syeda Shumaila Rubab Rizvi
Visiting Lecturer Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University, Khairpur Mirs
Email: shumaila.rubab@salu.edu.pk

Abstract
Islam is not just an economic system or economic theory; rather, it is a complete way of life that encompasses all aspects of life and provides comprehensive guidance. Islam has provided instructions for livelihood, earning a living, and related matters, just as it has provided guidance for other aspects of life, such as worship, fasting, and other obligations. It is astonishing that in Muslim society, there are very few people who differentiate between halal (permissible) and haram (prohibited) earnings. For a Muslim, it is obligatory to strive for halal livelihood after fulfilling the obligations of worship prescribed by Allah, such as prayer, fasting, Hajj, and Zakat. If a person earns haram wealth and spends it as charity, it will not be accepted, and if they spend it on themselves, it will be devoid of blessings. And if they leave it behind for their descendants, it will become a means of hellfire for them. No act of a person who earns and consumes haram wealth is accepted in the court of Allah, nor are their supplications answered.
Those who refrain from earning haram livelihood find it easier to engage in good deeds, and they remain protected from harm. It is surprising that at times, young individuals in Muslim society raise questions such as, "Why is this thing considered haram? What is wrong with using it?" This goes against the honor of a Muslim, who should accept and abide by the laws prescribed by Allah before raising such questions.
Keeping this point in mind, efforts have been made to address the topic of "Islamic principles encouraging halal earnings in society" to understand the principles and guidelines provided by Islam regarding earning a livelihood. It highlights the importance of hard work, the necessity of capital, ownership of land, production capacity, regulations for trade and contracts, honesty, trustworthiness, piety, honesty, truthfulness, avoidance of deception, hoarding, prohibited gains, black marketing, and corruption, as well as the condemnation and prevention of bribery and usury. Various

other aspects related to earning a livelihood and the directives and instructions concerning them have been elucidated.

Additionally, in terms of social life, compassion, condolence, sacrifice, and spending in the way of Allah have been emphasized. A command has been given to individuals and society alike.

Undoubtedly, seeking halal earnings and striving to find them is obligatory, necessary, and essential. On the Day of Judgment, a person's feet will not be able to move until they are questioned about their wealth—where they earned it from and how they spent it. Therefore, it is incumbent upon every Muslim, whether male or female, to remain in the pursuit of pure earnings and upright actions, to consume halal and spend on halal things, and to refrain from doubtful and prohibited matters. Because hellfire is more befitting for a body that has been nourished by haram.

Keywords: Encouragement, foundation, sustenance, blessing, forbidden

مقدمہ

اسلام کسی معاشی نظام اور معاشی نظریے کا نام نہیں؛ بلکہ یہ ایک دین اور مکمل نظامِ حیات ہے، جس میں زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق کامل واکمل رہنمائی موجود ہے، دیگر شعبہ جات زندگی کی طرح معاش، کسبِ معاش اوران سے متعلقہ امور کے لیے اسلام نے احکامات بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالی نے انسان کو بالعموم اور مسلمان کو بالخصوص رزق حلال و حرام میں تمیز کرنے کا حکم دیا ہے، رزق حلال کمانا اور رزقِ حرام سے اجتناب کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ نماز، روزہ و دیگر فرائض پر عمل پیرا ہونا مگر قابلِ تعجب ہے یہ بات کہ مسلم معاشرے میں بھی کم ہی لوگ ہیں جو حلال و حرام کی تمیز کرتے ہیں۔ مسلمان کے لیے فرائضِ خداوندی یعنی نماز، روزہ اور حج وزکوٰۃ کے بعد رزق حلال کے لیے کوشش کرنا بھی فرض ہے۔ بندہ جو حرام مال کمائے گا، اگر اُس کو صدقہ کرے گا تو وہ مقبول نہیں ہوگا اور اگر خرچ کرے گا تو اُس میں برکت نہ ہوگی اور اگر اُس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ کر مر جائے گا تو وہ اُس کے لیے جہنم کا توشہ بنے گا۔ مالِ حرام کمانے اور کھانے والے کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا اور نہ ہی اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ رزقِ حرام سے بچنے والے انسان کیلئے نیک اعمال کرنا آسان ہو جاتے ہیں اور وہ ہر نقصان سے محفوظ رہتا ہے حیرت میں اس وقت اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے جب مسلم سوسائٹی کے نوجوان یہ سوال کرتے ہیں یہ چیز حرام کیوں ہے۔؟اس کے استعمال میں حرج کیا ہے؟ حالانکہ یہ بات مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اللہ تعالی کے نازل کردہ قانون کو ماننے کے بعد ایسے سوالات اُٹھائے۔ اس نقطہ کو مد نظر رکھتے ہوئے "اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی جانب تشویق کے فقہی مبانی" کے موضوع پر قلم کاری کی کوشش کی ہے تاکہ ہم جان

سکیں کہ کسبِ معاش کے لیے اسلامی احکامات اوراس کے فراہم کردہ اصولوں میں محنت،اس کی ضرورت واہمیت سرمایہ کاحصول وحرفت،زمین کی ملکیت،پیداواری صلاحیت اور پیداوار کے احکام،لین دین میں معاہدات اور عہد کی پابندی،صداقت ،امانت،دیانت داری ،راست بازی، حق گوئی اور سچائی کی تلقین،دھوکہ دہی،ذخیرہ اندوزی،ناجائز منافع خوری، بلیک مارکیٹنگ اور ملاوٹ کی مذمت و ممانعت،رشوت اور سود کی قباحت وحرمت اور مخربِ اخلاق ذرائع آمدنی سے اجتناب ودیگر کئی اور پہلوؤں سے متعلق احکام وہدایات کووضاحت کے ساتھ بیان کیا گیاہے۔ اس کے علاوہ معاشرتی زندگی کے حوالہ سے ہمدردی ، غم گساری ،ایثاروقربانی اوراللہ کی راہ میں خرچ کواہمیت دی گئی ہے،فرداور معاشرہ کوان کاحکم دیاگیاہے۔

بلاشبہ حلال کی طلب اور اس کی جستجو واجب،ضروری اور لازمی امر ہے۔ قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک ہل نہیں سکتے جب تک اس کے مال کے بارے میں نہ پوچھ لیاجائے کہ اس نے اسے کہاں سے کمایاہے اور کن چیزوں میں خرچ کیاہے؟اس لیے ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم ہے کہ وہ پاکیزہ کمائی اور صاف ستھرے عمل کی جستجو میں رہے تاکہ وہ حلال کھائے اور حلال چیزوں میں خرچ کرے اور حرام اور جس کے حرام ہونے کاشبہ ہوان سے بچارہے۔ کیونکہ جہنم اس جسم کے زیادہ لائق ہے جو حرام سے پلا ہو۔

کلیدی الفاظ: تشویق،مبانی،رزق،نعمت،حرام۔

روش تحقیق

اس بات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اسلامی موضوعات پر تحقیق کرتے وقت، حساسیت، احترام اور ثقافتی بیداری کے ساتھ موضوع سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ مزید بر آں، اخلاقی تحفظات پر غور کرنا بھی ضروری ہے اس لیے ان نکات کا مقدم رکھتے ہوئے راقمہ نے زیر قلم مقالہ کی تحقیقی روش اور اسلوب بیانیہ اور علمی منتخب کیاہے۔

سابقہ تحریر کا جائزہ

1-کتاب کانام: آداب کسب حلال قرآن واحادیث کے نقطہ نظر سے

مصنف: حجت الاسلام ھادی اسلامی۔

اس کتاب میں قرآن کریم کی آیات اور پیغمبر اسلام ﷺ اور معصومین علیہم اسلام کے اخلاق اور حلال کاروبار سے متعلق رہنمااصولوں کاایک حصہ جمع کیاگیاہے۔

یہ کتاب 14 حصوں میں ہے، جس میں جائیداد اور اثاثوں کا سودا کرنے کا طریقہ، زیادہ قیمت پر فروخت اور دھوکہ دہی، خمس اور زکوٰۃ، اچھا قرض، صدقہ وخیرات، اسباب شامل ہیں۔ رزق میں اضافہ، جادو، غربت کے اسباب، رزق بڑھانے میں نماز کا کردار، یادموت اور وصیت وغیرہ کو منظم کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ حلال کاروبار کے آداب پر کتاب قرآن واحادیث کے نقطہ نظر سے ہر تاجر کے لیے ضروری موضوعات کو پیش کرتی ہے۔ لیکن ان تمام پیچیدہ مسائل کا مطالعہ ضروری نہیں ہے اور اس کتاب میں اختلافی احکام کے علاوہ ضروری اور اہم مسائل بیان کیے گئے ہیں کہ ہر شخص اپنے تقلید اختیار سے سوال کرے۔

2-کتاب کانام: حلال کمائی (اہمیت، آداب اور تقاضے)، مصنف: مولاناولی اللہ سعیدی۔

عام طور پر مسلمانوں میں یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے کہ اسلام چاہتا ہے کہ انسان مال و دولت سے دور رہے، مال کمانے اور روپیہ جمع کرنے کو وہ دین کے خلاف سمجھتے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے یعنی فقہی مبانی رزق حلال کی پرزور تشویق دلاتے ہیں۔ مولاناولی اللہ سعیدی نے ایک مختصر مگر جامع کتاب "حلال کمائی (اہمیت، آداب اور تقاضے)" لکھ کر اس اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے 88صفحات کی زیر تبصرہ کتاب کو مصنف نے پیش لفظ کے علاوہ چار ابواب میں تقسیم کیا ہے، پیش لفظ میں لکھتے ہیں:"مال کی محبت انسان کی فطرت میں ہے لیکن اس محبت کو حد میں رکھنا اور جنت کی محبت پر مال کو قربان کرنا مطلوب ہے. "(صفحہ 7)، پہلے باب "مال کی اہمیت" میں مصنف نے دکھایا ہے کہ کس طرح قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے اور احادیث میں رسول رحمت ﷺ نے مال کو 'فضل' کہا ہے، پھر مال وکسب حلال کے بارے میں انسانی فطرت اور صحیح نقطہ نظر کو بیان کرتے ہیں، مال کی حفاظت کے تحت وہ رسول پاک ﷺ کی ایک حدیث لاتے ہیں جس سے مال کمانا بھی دینی کام لگتا ہے یعنی کسب حلال کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔

3-کتاب کانام: رزق حلال اور رشوت، مصنف: محمد علی جانباز

زیر مطالعہ کتاب "رزق حلال اور رشوت" شارح سنن ابن ماجہ مولانا محمد علی جانباز تصنیف ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں کتاب وسنت کی روشنی میں رشوت کی حرمت پر خامہ فرسائی کی ہے۔ تاکہ عامۃ الناس اس کے اخلاقی وروحانی مفاسد کو جان سکیں اور اس گناہ سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ اس مختصر کتاب کو اہل اسلام کی اصلاح کا ذریعہ بنائے ۔(آمین) اس کتاب میں رزق حلال اور رشوت کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ اسلام نے ہر اس ذریعہ اکتساب کو منع اور حرام قرار دیا ہے جس میں کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ کمایا جائے۔ انہی حرام ذرائع میں سے ایک نہایت قبیح ذریعہ اکتساب رشوت ہے، جو شریعت کی نظر میں انتہائی جرم ہے اور یہ جرم آج

ہمارے معاشرے میں ناسور کی مانند پھیل چکا ہے، جس کا سد باب مسلمان معاشرے کے لئے ضروری ہے۔ رشوت انسانی سوسائٹی کا وہ بدترین مہلک مرض ہے جو سماج کی رگوں میں زہریلے خون کی طرح سرایت کر کے پورے نظام انسانیت کو کھوکلا اور تباہ کر دیتا ہے۔ رشوت ظالم کو پناہ دیتی ہے۔ اور مظلوم کو جبراً ظلم برداشت کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ رشوت کے ہی ذریعے گواہ، وکیل اور حاکم سب حق کو ناحق اور ناحق کو حق ثابت کرتے ہیں۔ رشوت قومی امانت میں سب سے بڑی خیانت ہے۔ اسلامی شریعت دنیا میں عدل وانصاف اور حق ورحمت کی داعی ہے۔

اسلام نے روزِ اول سے ہی انسانی سماج کی اس مہلک بیماری کی جڑوں اور اس کے اندرونی اسباب پر سخت پابندی عائد کی۔ اور اس کے انسداد کے لیے انتہائی مفید تدابیر اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ جن کی وجہ سے دنیا ان مہلک امراض سے نجات پا جائے۔

4-کتاب کا نام: 100 حرام کاروبار اور تجارتی معاملات، مصنف: ابراہیم بن عبد المقتدر۔

زیر نظر کتاب "100 حرام کاروبار اور تجارتی معاملات" ابراہیم بن عبد المقتدر کی عربی کتاب "تحذیر الکرام من مائۃ باب من ابواب الحرام" کا سلیس اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں تجارتی معاملات اور خرید وفروخت کے متعلق جدید مسائل کو بڑے احسن پیرائے میں درج کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب کی امتیازی خوبی یہ ہے کہ اس میں تمام شرعی مسائل اور دینی تعلیمات کو ایک ایک کہانی اور مکالمے کی شکل میں پیش کیا گیا ہے جس سے پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور کتاب کو شروع کرنے کے بعد ختم کیے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ ہر مسلمان کے لیے اپنے دنیوی واخروی تمام معاملات میں شرعی احکام اور دینی تعلیمات کی پابندی از بس ضروری ہے کیونکہ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ عبادات میں تو کتاب وسنت پر عمل پیرا ہو اور معاملات اور معاشرتی مسائل میں اپنی من مانی کرے اور اپنے آپ کو شرعی پابندیوں سے آزاد تصور کرے۔ ہمارے دین کی وسعت وجامعیت ہے کہ اس میں ہر طرح کے تعبدی امور اور کاروباری معاملات ومسائل کا مکمل بیان موجود ہے او ہر مسلمان بہ آسانی انہیں سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہو سکتا ہے اور یہ ہی اس کتاب کے راقم کا مقصد تھا کہ ہر خاص وعام تک ان مسائل کا حل پہنچے۔

موضوع کا تعارف

انسان کا اس دنیا میں زندہ رہنے کا دارومدار اس کی اپنی بنیادی ضرورتوں اور خواہشات کی تکمیل سے ہی ممکن ہے۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے اسلام میں حلال رزق کمانے کی تاکید فرمائی گئی ہے جس پر قرآن وحدیث دونوں تشویق دلاتے ہیں۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو جائز طریقہ سے معاشی خوشحالی حاصل کرنے پر ابھارتا ہے۔ اور

ناجائز ذرائع اور طریقوں سے حصول رزق کو حرام اور ناجائز قرار دیتاہے رزق تمام جانداروں بشمول انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اگر غذا صحیح، متوازن اور اچھی ہو تو اس کے اثرات دیگر انسانی صحت پر بھی اچھے مرتب ہوں گے۔ اس کی نشو ونما اچھی اور جسم تندرست و توانا ہو گا۔ وہ امراض و عوارض اور موسم کی سختیوں کو اچھی طرح جھیلے گا لیکن غذا اگر ناقص اور غیر متوازن ہو گی تو اس کے نتائج بھی اسی طرح ظاہر ہوں گے۔ عام جانداروں اور انسانی غذا میں سب سے اہم اور بنیادی فرق حلال و حرام کا ہے۔ عام جاندار جیسے نباتات، حشرات، حیوانات وغیرہ حلال و حرام کی حدود سے ماوراءہیں لیکن انسان اشرف المخلوقات ہے اس لئے اچھی اور متوازن غذا کے ساتھ اس کا حلال ہونا بھی اہمیت کا حامل ہے۔ جس طرح غیر متوازن اور ناقص غذا کے منفی اثرات انسانی صحت پر پڑتے ہیں، بالکل اسی طرح رزق حرام کے منفی اثرات بھی انسانی روح اور قلب پر پڑتے ہیں۔ اس کی روحانی اور قلبی نورانیت کو متاثر کرتے ہیں۔ وہ روحانی طور پر کمزور اور بیمار پڑتا ہے۔ اس میں بُرائیوں کے خلاف قوت مدافعت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہ غلط کاموں کی طرف جلد راغب ہو جاتا ہے۔ حرام غذا کے اثرات کی وجہ سے انسان ذہنی اور قلبی ابتری کا شکار ہو جاتا ہے۔

اشرف المخلوقات میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا ہے کہ وہ گھر میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ شادماں رہے اور کون چاہتا ہے کہ وہ دوسروں پر بوجھ بن جائے؟ نہیں، ہر گز نہیں! ہر انسان اپنا بوجھ خود سے ڈھونے کا متمنی ہوتا ہے۔ بلکہ دوسروں کی کفالت کا آرزومند بھی۔ اور اس کے لیے انسان کو دنیا میں کچھ کرنے کی فطری ضرورت پڑتی ہے، اور اسی کا نام کسبِ معاش ہے۔ بلکہ یہ کسبِ معاش بذات خود انسان کی اپنی زندگی گزارنے کے لیے بھی ایک امر ناگزیر ہے۔ جو انسان کسب معاش سے راہِ فرار اختیار کرتا ہے، وہ نہ صرف اپنے گھر والوں کے لیے مصیبت ہے بلکہ اپنے سماج کے لیے بھی وبال جان اور بوجھ ہے۔

اس فطری ضرورت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے کسب حلال کا اصول دنیائے انسانیت کے سامنے پیش کیا۔ تاکہ انسان صحیح زندگی گزار سکے، اس کی دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی بن جائے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے طیبات یعنی پاکیزہ چیزوں کو ہمارے لیے حلال قرار دیا اور خبائث کو حرام ٹھہرایا ہے۔ چونکہ جو طیبات میں سے ہیں وہ فی نفسہ بھی اچھی چیزیں ہیں اور جسم اور عقل کے لیے بھی مفید اور غیر ضرر رساں ہیں۔ اور جو حرام طریقہ سے کمایا جاتا ہے وہ ہر طرح سے مضر ہوتا ہے جسم کے لیے بھی، دماغ کے لیے بھی، اور ایمان کے لیے بھی۔ یوں تو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے رزق کی ذمہ داری اپنے اوپر لے رکھی ہے۔

"اگر تم اللہ پر کماحقہ اعتماد کرلو، تو جس طرح وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے، اسی طرح تم کو بھی دے گا کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس ہوتے ہیں۔"[1]

اس حدیث کا آپ بغور مطالعہ کریں تو یہ بالکل واضح ہو جائے گا کہ رزق کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔ وہ کسی کو بھوکے مرنے نہیں دے گا۔ جب وہ ایک پرندہ کو روزی دیتا ہے، تو انسان کو بدرجۂ اولیٰ دے گا۔

اس حدیث کے ذریعہ دراصل انسان کو ایک اہم سبق سکھایا گیا اور ایک اہم اصول عطا کیا گیا ہے۔ وہ سبق یہ ہے کہ رزق کا مالک صرف اللہ ہے رزق اللہ کی جانب سے ملنا تو یقینی ہے مگر اس پر بھروسہ بھی کرنا ہو گا اور چڑیوں کی طرح محنت بھی کرنی ہو گی۔ پھر معاش کے لیے گھر سے نکلنا بھی ہو گا۔ جیسے بھوکی چڑیا صبح کو فکر معاش میں اللہ پر بھروسہ کر کے اپنے گھونسلے سے نکلتی ہے اور شام کو جب وہ واپس لوٹتی ہے تو اس کا پیٹ بھرا ہوتا ہے۔

اسی طرح انسان کو گھر سے نکلنا ہو گا، اور محنت و مشقت کرنی ہو گی، اور بقدر محنت اس کا حصہ اس کو مل جائے گا، اور جتنا مل جائے یہی اس کی تقدیر ہے۔

اللہ رب العزت اپنے کلام بلاغت میں فرماتا ہے کہ:

"وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى "[2]

ترجمہ: "اور یہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی۔"[3]

اس لیے قرآن کریم میں مختلف انداز میں کسب معاش کا حکم دیا گیا ہے۔ بلکہ فرض تک قرار دیا گیا ہے اور خصوصاً دن کا حصہ اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا"[4]

ترجمہ: "اور دن کو ہم نے وقت روزگار بنایا۔"

مطلب یہ ہے کہ دن کو روشن بنایا تاکہ لوگ کسبِ معاش کے لیے جدوجہد کر سکیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رزق کے تلاش کرنے والے اور اللہ کی راہ میں نکلنے والے کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خالقِ کائنات نے سب بنیادی ضرورتیں، سہولتیں، آسائشیں اور زیبائش کی چیزیں اس دھرتی میں پیدا کر رکھی ہیں۔ جس کے حصول کے لئے انسان دن رات تگ و دو کرتا ہے، سہولت اور آسائش پسندی بھی انسانی مزاج کا حصہ ہے، جس کے لیے وہ ہمیشہ بہتر کی تلاش میں رہتا ہے۔ چونکہ انسان فطرتاً جذباتی اور جلد باز ثابت ہوا ہے اس لئے اپنے مقصد کے حصول کی خاطر وہ کچھ بھی کر گزرتا ہے۔ اس لئے اسلام نے حدود کی قیود لگا دی ہیں، تاکہ انسان اپنی خواہشات کی تکمیل اسلام کے دائرے میں کر سکے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے بتائے ہوئے قانون سے تجاوز نہ کرے۔

اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی اہمیت وضرورت

اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی اہمیت وضرورت اس لئے بہت زیادہ ہے کہ قرآن حکیم اور رسول اکرم ﷺ نے رزقِ حلال کی بہت تاکید کی ہے۔ آئمہ اطہارؒ، صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین نے لقمۂ حرام سے پرہیز کی یادگار مثالیں رقم کی ہیں۔ ان کی زندگیاں قرآن اور حدیث کی عملی تفسیریں تھیں۔

سورہ بقرہ میں ارشاد خداوندی ہے:

"يَاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا"

ترجمہ: ''لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال وطیب ہیں، وہ کھاؤ۔''[5]

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ

"يَاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ"

ترجمہ: "اے پیغمبروؑ! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عملِ نیک کرو۔"[6]

کتاب وسنت میں رزقِ حلال اختیار کرنے اور پاکیزہ غذا کھانے پر اس لئے زور دیا گیا ہے کہ غذا کا اثر انسان کے قلب ودماغ پر پڑتا ہے۔ اس کا اثر انسان کے جذبات پر پڑتا ہے۔ اس کا اثر اولاد پر پڑتا ہے۔ اس کا اثر انسان کے اعمال پر پڑتا ہے۔ رزقِ حلال کے طفیل دل میں رقت ولطافت پیدا ہوتی ہے، یا دل وحشت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اس میں شکر وصبر اور استغفار کے جذبات پرورش پاتے ہیں۔ ذہن ودماغ میں پاکیزہ خیالات جنم لیتے ہیں اور انوار کی بارش محسوس ہوتی ہے۔ اگر رزق حرام ہو گا تو معاملہ اس کے برعکس ہو گا۔ نور کے بجاے ظلمت دل ودماغ پر چھاجائے گی۔ نیکی اور قبولِ ہدایت کی صلاحیت اور استعداد ختم ہو جائے گی۔ دل اور دماغ پر منفی اثرات غالب آئیں گے۔ اگر کوئی شخص رزقِ حلال وطیب کی پابندی کے ساتھ عملِ صالح میں زندگی گزارتا ہے، تو گویا اس نے ایک بہترین اسلامی معاشرہ یعنی حسنۂ دنیا کو بھی پالیا اور حسنۂ آخرت کو بھی! مذکورہ آیت مومنون:۵۱ میں مختصر سے کلمے میں یہ نمایاں اشارہ موجود ہے کہ پاکیزہ روزی یا حلال رزق کے بغیر اعمالِ حسنہ اور اخلاقِ عالیہ کا ہونا ممکن نہیں، اور اسی طرح اعمالِ حسنہ یا اخلاقِ حسنہ سے جس شخص کی زندگی خالی ہو، یہ تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے دامنِ معیشت کو حرام کی آلائشوں سے بچائے گا اور رزقِ حلال کمانے کیلئے غیر معمولی جہد ومشقت کرے گا۔ امام غزالی اپنی مشہور زمانہ کتاب "کیمیائے سعادت" کے ابواب "کسب کی فضیلت وثواب" اور "کسب کی شرطیں" میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بروایت عبداللہؓ بن مسعود فرمایا کہ: "رزقِ حلال کا کسب فرض ہے۔"[7]

"غذا سے بدن کا گوشت اور خون پیدا ہوتا ہے۔ پس اگر غذا حرام ہو تو اس سے قساوت، یعنی سختی پیدا ہوتی ہے۔"[8]

حضرت انسؓ سے روایت کر کے لکھتے ہیں کہ:

"عبادت کے ۱۰ اجز ہیں۔ ان میں نو کا تعلق رزقِ حلال سے ہے۔"[9]

طبرانی کی روایت کے مطابق لکھتے ہیں کہ:

"ایک دن حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے لئے دُعا کیجیے کہ اللہ مجھے مستجابُ الدعوات بنا دے۔ آپؐ نے فرمایا: اے سعد! اپنی خوراک کو پاکیزہ کر لو، تمہاری دعائیں قبول ہونے لگیں گی۔"[10]

عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بلاشبہ کسی جان کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ وہ اپنا رزق پورا نہ کر لے۔ خبر دار! اللہ سے ڈرو اور رزق طلب کرنے میں احسن طریقہ اختیار کرو۔ رزق کا دیر میں ملنا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے ذریعے رزق طلب کرو، کیوں کہ جو کچھ ہے اللہ کے پاس ہے۔"[11]

"انسان یہاں تک نماز پڑھے کہ پیٹھ ٹیڑھی ہو جائے اور اس قدر روزے رکھے کہ بال کی طرح باریک ہو جائے، اس کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ یہ قبول ہوں گے جب تک حرام سے پرہیز نہ کرے۔"[12]

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم جلد از جلد آگے بڑھنے کی حرص میں مشیت الٰہی کا انتظار نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دل و دماغ کو حرام کا چسکا لگ جاتا ہے اور پھر ہمارا مزاج اس قدر بگڑ جاتا ہے کہ وہ حلال غذا قبول ہی نہیں کرتا۔ بالکل اس بیمار کی طرح جو ہاضمے کی خرابی کے باعث اچھی غذا کو ہضم نہیں کر سکتا اور ہم بابِ رحمت خود اپنے ہاتھوں سے اپنے اُوپر بند کروا دیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"جو شخص متواتر حلال روزی کھاتا ہے جس میں حرام کی آمیزش نہ ہو، حق تعالیٰ اس کے دل کو پُر نور کر دیتا ہے اور حکمت کے چشمے اس کے قلب سے جاری کر دیتا ہے۔"[13]

جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے عضو گناہ میں پڑتے ہیں خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے جبکہ جو شخص حلال کھاتا ہے اس کے تمام اعضاء اطاعت میں رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسے خیر کی توفیق دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں نے رزق کے معاملے میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے۔ سب سے بڑا زہد فی الدنیا یہ ہے کہ انسان حرام چیزوں کو ترک کر دے۔ یہ کوئی زہد اور تقویٰ کی بات نہیں ہے کہ ایک طرف حرام چیزوں سے رزق حاصل کرے یا دوسروں پر ظلم کرے اور دوسری طرف زہد کا لبادہ اوڑھے رکھے۔ آج پوری انسانیت دنیا پرستی میں مگن ہے اور اکتساب مال کے لیے نہ حرام چیزوں کی پرواہ کی جاتی ہے اور نہ ہی حرام طریقہ سے اجتناب کیا جاتا ہے۔

بلکہ اکتساب مال میں تمام جائز وناجائز حربوں کو آزمانا کمال فن سمجھا جاتا ہے۔ اس سے کوئی مطلب نہیں کہ یہ مال کہاں سے آتا ہے اور اس کا مصرف کیا ہے؟ اس کے اثرات سے یہ نوبت آجاتی ہے حدیث کے مطابق:

" آدمی کبھی ایمان کی حالت میں صبح کرتا ہے، تو کفر کی حالت میں شام کرتا ہے۔ اور کبھی ایمان کی حالت میں شام کرتا ہے تو کفر کی حالت میں صبح کرتا ہے۔"[14]

یہی لوگ دینار اور درہم کے بندے ہیں، جن کے لیے سخت وعید آئی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی جانب تشویق کے فقہی مبانی کو سیکھنا اور سمجھنا اس لئے بھی بہت ضروری اور اہم ہے کہ انسانیت میں سب سے معزز ومکرم، معصوم ومطہر، افضل و اعلیٰ، اشرف واکمل، احسن واجمل حضرات انبیائے کرام علیہم السلام ہیں۔ ان میں رسالت مآب حضرت محمد ﷺ سب سے افضل و اعلیٰ ذات کریمہ ہیں۔ اللہ تعالی نے انبیاء و رسل علیہم السلام کی مقدس ومطہر جماعت کو قرآن مجید میں خطاب فرمایا۔ اور اپنے نبیوں اور رسولوں کو جو حکم دیا ہے، وہی عام مسلمانوں کو بھی سورہ بقرہ آیت ۱۶۸، ۱۷۲ اور سورہ مومنون ۵۱ میں حکم دیا ہے۔ اور فرمایا: اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ، اور اچھے کام کرو۔ اور اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ اللہ تعالی نے ہر نبی اور رسولؑ کے ساتھ اس کے زمانے میں یہ خطاب اس لئے کیا اور یہاں پر اس کا جمع کے صیغے میں اس لئے ذکر کیا گیا ہے تاکہ سننے والا یہ جان لے کہ یہ وہ حکم ہے جو تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کو دیا گیا اور سب کو اس حکم کی وصیت کی گئی ہے، اس لئے یہ حکم اس لائق ہے کہ تمام امتیں اس حکم پر مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔ مقصود انبیاء ورسل علیہم السلام کی وساطت سے ان کی امتوں تک پیغام پہنچانا ہے کہ رزق حلال وطیب کھائیں اور حرام وناپاک رزق سے پرہیز کریں اور ہمیشہ کسب حلال کے لئے کوشاں رہیں۔

سرور کائنات ﷺ کی حدیث مبارکہ میں " ایسے آدمی کا ذکر ملتا ہے، جو لمبا سفر کرتا ہے، پراگندہ حال، گرد آلود اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف کیے ہوئے رہتا ہے اور گڑگڑا کر دعا مانگتا ہے کہ اے میرے رب! تو ایسا کر، یہ دے دے، وہ دے دے، حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے، اور اس کا پہننا حرام ہے، اور حرام مال ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہے۔ تو اس کی دعا کس طرح قبول کی جائے گی۔"[15]

کسب حلال کتنی اہم چیز ہے اس کے بغیر دعا تک قبول نہیں ہوتی ہے۔ ایک طرف اللہ نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا، وہیں کسب معاش کے لیے زمین میں پھیل جانے کا بھی حکم دیا۔ چونکہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہے۔ بلکہ حلال رزق کے لیے محنت کرنا، اہل ایمان کی شان ہے۔ حضرت انسان کی ابتدائے

آفرینش میں غور کرنے سے پتہ چلتاہے کہ جس طرح خالق بشریت نے اسے وجود عطافرمایا،اسی طرح اس کی تمام ضروریات کا بھی انتظام فرمایا، تخلیق آدم علیہ والسلام کے وقت سے ہی انسان کی بنیادی ضرورتوں اور حوائج کے پیش نظر اللہ رب العزت نے جب اسے جنت میں مکین فرمایاتواس کی معاشی کفالت بھی فرمائی،اوراس کی بھوک، پیاس،لباس اور رہائش کے انتظام کا اعلان بھی ان الفاظ میں فرمایا کہ:

" انَّ لَکَ أنْ لاَ تَجُوْعَ فِیْهَا وَلاَ تَعْرىٰ، وَأَنَّکَ لاَ تَظْمَوٴُ فِیْهَا وَلاَ تَضْحٰى " [16]

ترجمہ:"تجھ کو یہ ملا کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے تو اس میں، نہ دھوپ۔"

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں مفتی محمد شفیع عثمانی فرماتے ہیں کہ:

"جنت میں ضروریاتِ زندگی کی بنیادی چاروں چیزیں غذا، طعام، قیام اور لباس بے مانگے، بلامشقت ملتی ہیں۔"[17]

یعنی جنت میں توضروریاتِ زندگی کی ان چار بنیادی چیزوں کا حصول بغیر کسی مشقت کے ہے؛لیکن دنیامیں ان کے حصول میں مشقت و محنت کی ضرورت ہو گی،لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا کے اندر بھیجاتوضرورتِ معاش کے ساتھ اسے کسبِ معاش کی صلاحیتوں سے بھی نوازا، اور اس صلاحیت کو آرزوئے خوب سے خوب تر کی مہمیز لگائی؛چناں چہ ابتدائے انسانیت سے لے کر عصرِ حاضر تک انسان اپنی ضرورتوں اور صلاحیتوں کے مطابق کسبِ معاش کے لیے تگ ودو کرتا نظر آتا ہے،اوراسے ہمیشہ سے خوب سے خوب تر کی جستجو رہی ہے۔انسانی ضروریات کا عمومی تعلق انسانی معیشت کے ساتھ جوڑا گیاہے اور معیشت کو آسمانی بارش اورزمین کے خزانوں سے منسلک کر دیا گیا ہے۔اللہ رب العزت کاارشاد پاک ہے کہ:

" وَلَقَدْ مَكَّنَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ"[18]

ارشادربانی کامطلب یہ ہے:ہم نے تمہیں زمین میں باختیار بناکر تمہاری معیشت کا سامان اس میں رکھ دیاہے، جس طرح اللہ رب العزت نے انسان کے رزق اور معیشت کو زمین اوراس کے خزانوں کے ساتھ مربوط فرمایاہے، اسی طرح آسمان سے بذریعۂ بارش رزق اتارکر جسم کی غذا کے اسباب مہیاکیے ہیں، قرآن مجید میں ارشادربانی ہے: "وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ" [19]

ترجمہ:"اورآسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو کچھ تم سے وعدہ کیا۔"

خالقِ کون ومکان نے انسان کی تخلیق فرماکرپیدائش سے لے کر موت تک،ہر مرحلے میں اس کے حال کے مناسب اس کی ضروریات کے اسباب مہیافرمائے ہیں،نہ صرف اس کی غذا؛ بلکہ پرورش کانظام بھی قائم فرمایاہے،پیدائش کے روزِاول سے ہی اللہ کی مہربانیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتاہے کہ نومولود کی ماں کے محبت بھرے

سینے سے دودھ کے چشمے جاری فرمادیتے ہیں، پھر جوں جوں بچپن سے لے کر بلوغ اور شعور کو پہنچتا ہے تو اس کے رزق اور وسائلِ رزق رزّاق العالمین کی طرف سے فراہم کیے جاتے ہیں، جن کے ذریعے وہ اپنی ضروریات کا انتظام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رزاقی کا کیا کہنا کہ وہ تمام عالم کے انسانوں کو ان کے ماحول کے مطابق رزق فراہم کرتا ہے، اس کی عطا سے بدترین دشمن اور نافرمان بھی محروم نہیں رہتا۔ پس اسی لئے اس پروردگار عالم نے کسب حلال کی جانب پر زور تشویق دلائی ہے۔

اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی جانب تشویق کے فقہی مبانی

اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی جانب تشویق کے فقہی مبانی یعنی فقہ کی بنیادیں، امور، معاملات رزق حلال کمانے کے لئے کیسے رغبت دلائیں تو اسلام کے فقہی مبانی تعلیمات قرآن، فرمان وسنت سرور کائنات ﷺ پر مبنی ہیں۔ اسلام ایک کامل دین ہے جس میں حلال وحرام سے متعلق واضح احکامات بیان کئے گئے ہیں اگر شریعت کے اصول وضوابط کے مطابق حصولِ رزق کے لئے تگ ودو کی جائے گی تو وہ کسب حلال میں شمار ہو گا۔ اسلام کسبِ حلال کو بہت بڑی اہمیت دیتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو کسب حلال کی تاکید کرتا ہے کیونکہ معاشی خوشحالی انسان کے عقیدہ ،ایمان، اخلاق اور رویہ پر مثبت اثر چھوڑتی ہے جبکہ معاشی بدحالی اس کے برعکس انسانی عقیدہ، اخلاق، اور رویہ پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ عقیدہ کی حفاظت شریعہ کے بنیادی مقاصد میں سے ہے جس کی خاطر اسلام نے کسب حلال کی تاکید اور ترغیب دی ہے جو معیشت کی بہتری اور خوشحال زندگی کا ضامن ہے۔ معاشی بدحالی کی وجہ سے انسان کے عقیدہ، ایمان، اخلاق اور کردار، فکر اور فہم پر منفی اثرات پڑتے ہیں اور وہ حرام کی جانب راغب ہوتا ہے جس جسم کی پرورش حرام رزق سے کی گئی ہو وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا کیونکہ رزقِ حرام سے جو گوشت اور خون بنتا ہے وہ بھی حرام ہی ہوتا ہے اور حرام رزق کھانے سے انسان میں بہت ساری برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں جیسا کہ بزرگوں اور والدین کی نافرمانی، جھوٹ، چوری، بے ایمانی، حسد، نفرت، دغا وفریب وغیرہ جب ایک انسان بہت ساری برائیوں کا مرتکب ہو گا تو وہ بھلا جنت میں کیونکر داخل ہو گا اور ایک مثالی اسلامی معاشرے کا فرد کیسے بنے گا؟

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''بھوک اور بدحالی انسان کو کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے''۔[20]

آپ ﷺ بھوک اور بدحالی کو مصیبت سمجھتے تھے اور اس سے بچنے کے لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ کی ان دعاؤں سے ظاہر ہے کہ:

''یا اللہ! میں کفر اور بھوک اور بدحالی سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔[21]

اور ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ:

"یا اللہ! میں بھوک اور بدحالی، قلت یعنی مال کی کمی اور ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔[22]

اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی جانب تشویق کے فقہی مبانی میں موجود ان واضح احکامات کے بعد بھی اگر انسان راہِ حق سے بھٹک جائے اور حلال و حرام کی تمیز فراموش کر دے تو اس مرحلے پر انسان ہی قصور وار ہوا کیونکہ اسے صحیح اور غلط کے بارے میں بتادیا گیا ہے۔ اگر وہ درست راستہ زندگی گزارنے کے لئے اپنائے گا تو ایک کامیاب زندگی گزارے گا لیکن اگر وہ اپنے لئے غلط راستے کا انتخاب کرے گا تو ناکام و نامراد زندگی گزارے گا اور دنیاوآخرت دونوں میں ہی ذلیل وخوار ہو گا۔ کسب حلال و حرام کے انسانی زندگی پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اس لئے قرآنِ پاک اور احادیثِ مبارکہ میں بارہا کسب حلال کی تشویق دلائی گئی ہے۔ کیونکہ رزق کے اثرات انسانی زندگی پر ولادت کے بعد سے نہیں بلکہ ولادت سے قبل شروع ہو جاتے ہیں جو اولاد کی تربیت پر اثر انداز ہوتے ہیں اس لئے والدین کو حلال روزی کمانے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ کیونکہ اولاد کی پیدائش سے ہی والدین کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری آجاتی ہے۔ جیسا کہ ان کی تعلیم و تربیت اور نفقہ وغیرہ۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مادی غذا کے ساتھ روحانی غذا کا بھی بندوبست ہونا چاہیئے۔ جب والدین اپنی اولاد کو رزقِ حلال کھلائیں گے تو اس کا اثر ان کی جسمانی نشوونما کے ساتھ ان کی روحانی صلاحیتوں پر بھی مرتب ہو گا اور اولاد نیک صالح پروان چڑھے گی جو والدین کے لئے دین و دنیا کی راحت کا سامان ہوں گے اور اسلامی معاشرے کا ایک کا ایک مفید فرد بنیں گے۔ کیونکہ نیک صالح اولاد والدین کے ساتھ ساتھ خاندان کے دیگر بزرگوں کی عزت و احترام کا بھی خیال رکھے گی جس سے خاندانی نظام مستحکم ہو گا اسی طرح معاشرے میں اس کا برتاؤ ہو گا۔

"ایک موقع پر نبی اکرمؐ نے اپنے اصحاب سے اولاد کی تربیت کے ضمن میں ارشاد فرمایا کہ: "اپنے بچوں کی، ماں کے رحم ہی سے تربیت کرو۔ اصحاب کو حضرت کے اس کلام کو سن کر بہت تعجب ہوا، سوال کیا: کس طرح اس بچے کی تربیت کریں کہ جو ابھی دنیا میں بھی نہیں آیا ہے؟

نبی اکرمؐ نے جواب دیا: اس کی ماں کو حلال و پاک غذا کھلاؤ۔ پس اگر ماں کی غذا اور باپ کے نطفے میں مال حرام موجود ہو تو شیطان اس بچے میں حصہ دار ہو جاتا ہے؛ اس لیے کہ شیطان انسان کو راہ الٰہی سے منحرف اور نابود کرنے کے لیے بہت سے جال رکھتا ہے کہ جن میں سب سے پہلا اور آسان جال انسان کے رزق و روزی کو حرام و نجس کرنا ہے۔ پہلا ہی حرام لقمہ کھانے سے انسان کے وجود اور اس کے گھرانے میں شیطان کے قدم آجاتے ہیں اور ان کے تمام وجود کو گندہ اور ان کی زندگی کی سلامتی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔"[23]

تقویٰ کی پہلی سیڑھی حلال رزق کمانا ہے حرام کمائی انسان میں اندرونی شکستگی، پشیمانی، ندامت اور دیگر مختلف عوامل پیدا کرتی ہے۔ انسان وقت کے ساتھ بے ضمیر اور بے حس ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ وہ دل پر ایک بہت بڑے گناہ کا بوجھ محسوس کرتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس حلال رزق کمانے والا بظاہر محنت و مشقت زیادہ کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی روح اور ضمیر مطمئن رہتا ہے اس کے دل پر کوئی بوجھ نہیں ہوتا اور معاشرے کا مثبت فرد ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی جانب تشویق کے فقہی مبانی پر غور کریں تو انبیاء اور اولیاء نے اس کے عملی مظاہرے کر کے کسب حلال کی تشویق پیدا کی ہے حضرت لقمان حکیم کی طرف یہ منسوب کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

" اے میرے بیٹے کسب حلال کے ذریعہ فقر سے استغنا حاصل کرو۔ اس لیے کہ جس کو فقر لاحق ہو جاتا ہے، اس کے اندر تین خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں؛ اول دین میں کمزوری اور نرمی، دوم عقل میں ضعف اور سوم زوال مروت۔ اس کے برعکس کسب حلال میں منہمک رہنے سے

اولاً انسان کی معیشت اچھی رہتی ہے، دوم دین کی سلامتی بھی نصیب ہوتی ہے، سوم عزت وناموس کی حفاظت بھی ہوتی ہے اور چہارم چہرے سے نور ٹپکتا ہے، اور لوگوں کی نگاہوں میں باوقار رہتا ہے۔ "[24]

" چنانچہ حضرت داوٗدؑ کے متعلق روایتوں سے ثابت ہے کہ آپؑ رزق حلال کے لیے بکریاں چرایا کرتے تھے اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہ بنا دیا تو انہوں نے اپنا ذریعہ معاش زرہ یعنی لوہے کا لباس بنانے کے پیشے کو بنا لیا۔ "[25]

" اسی طرح زراعت حضرت آدمؑ کی سنت، لباس تیار کرنا یعنی سینا حضرت ادریسؑ کی سنت، بکریوں کا کاروبار کرنا حضرت شعیبؑ کی سنت، کشتی تیار کرنا اور بڑھئی کا کام کرنا حضرت نوحؑ کی سنت، حضرت ابراہیم اور حضرت زکریا علیہما السلام بزازی (کپڑا بیچنا) کرتے تھے۔ حضرت شیثؑ خود کپڑا بنا کر فروخت کرتے، حضرت اسماعیلؑ تیر بناتے تھے، حضرت صالحؑ تھیلیوں کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت یحیی ؑ جوتے سیتے اور ان کی تجارت کرتے تھے۔ جب کہ اعلان نبوت سے قبل اکتیس برس حضور سید الانبیاء محمد مصطفی ﷺ بھی تجارت کرتے تھے۔ "[26]

آئمہ طاہرین علیہم السلام بھی کسب معاش کے معاملے میں کسی طرح انبیاء کی سنت میں کم نا تھے مولائے کائنات علی ابن ابی طالب علیہ سلام نے یہودی کے باغ میں مزدوری کی اسی طرح امام محمد باقر علیہ سلام نے کاشت کاری انجام دی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے بھی کسب معاش میں ذرا تامل نہ فرمایا۔ ان کے روزگار کا زیادہ تر دار و مدار تجارت پر تھا۔ وہ لوگ جو اپنے

بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی بجائے نوکری یا ملک سے باہر جا کر مال ودولت اکٹھا کرنے کی خاطر دھکے کھاتے رہتے ہیں، ان کے لیے اس میں درس ہے کہ مسلمان اپنے عروج کے زمانے میں

قبائے خلافت اوڑھے ہوئے سر پر کپڑے کی گانٹھیں اٹھائے یا گورنر ہوتے ہوئے بھی چٹائیاں بنانے میں ذلت محسوس نہ کرتے تھے۔ بلکہ کسب حلال کے لیے باورچی، درزی، مزدوری، کاشت کاری کو اختیار کرنے میں آج کل کی طرح عار سمجھنے کی بجائے فخر محسوس کرتے تھے اور اپنے پیشوں کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے۔ لہذا آج کے بے روزگار حضرات کو انبیائے عظام علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کی مبارک سیرت سے انداز زیست سیکھنا چاہیے اور گھروں میں بیٹھ کر اچھی ومن پسند نوکری کا انتظار کرنے کی بجائے جو بھی کام یعنی جائز روزگار ملے، بہ خوشی اختیار کر لینا چاہیے۔ کیوں کہ رزق حلال طلب کرنے کے لیے کوئی بھی جائز پیشہ اختیار کرنا انبیاء ومرسلین اور صالحین کا مقدس طریقہ ہے۔ لہٰذا ہرگز پیشہ ور مسلمان کو حقیر وذلیل شمار نہیں کرنا چاہیے بل کہ حقیقت تو یہ ہے کہ پیشہ ور مسلمان ان لوگوں سے ہزار درجے بہتر ہے جو رشوت اور دھوکا دہی کے ذریعے رقوم حاصل کر کے اپنا پیٹ پالتے اور اپنے شریف ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ شرعاً اس سے زیادہ ذلیل کون ہو گا جس کی کمائی حلال نہ ہو یا مشتبہ ہو۔

تشویقِ کسب حلال قرآن کے تناظر میں

اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی جانب تشویق کے فقہی مبانی کا اہم حصہ قرآن پاک ہے اور انسان کے لئے وسائل رزق اس زمین پر موجود ہیں ہمیں قرآنی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص خود جدوجہد کر کے ان وسائل تک رسائی حاصل کرے پھر ان سے اپنی ضروریاتِ زندگی اور جائز خواہشات پوری کرے قرآن میں کسب حلال کی بہت اہمیت بیان ہوئی ہے اور ہر مسلمان کو اس کی پرزور تشویق دلائی گئی ہے جیسا کہ مختلف مقامات پر ارشادِ ربانی ہے کہ:

"فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ"[27]

ترجمہ: "ادائیگی نماز جمعہ کے بعد زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل یعنی رزق تلاش کرو"۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت اپنے بندوں کو بعد از عبادت کسب حلال کی تلاش کا حکم دے رہا ہے یعنی عبادت کے بعد سب سے اہم امر کسب حلال ہے۔ اسی طرح ایک اور آیت میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

"اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ"[28]

ترجمہ: "اللہ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں، اس لیے اللہ سے ہی (اس کے حکم مطابق) رزق تلاش کرو۔"

یہاں حکم ربی کچھ اس انداز میں ہے کہ رازق ہم ہی ہیں وہ جھوٹے خدا نہیں اس حقیقت کے تناظر میں رازق حقیقی کے حکم کے مطابق کسب حلال کے لئے آگے بڑھو۔ اور پھر ایک آیت میں مزید فرمان ہے کہ:

"وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ "[29]

ترجمہ:"اور کتنے دوسرے لوگ (بھی قابل تعریف ہیں) جو اللہ کے فضل یعنی رزق تلاش کرنے کیے لیے زمین میں سفر کرتے ہیں"۔

اللہ تبارک و تعالیٰ چاہتا ہے کہ اللہ کے بندے اول فریضہ ء عبادت کی ادائیگی کریں اور پھر اس کے بعد رزقِ حلال کے حصول کے لئے جدوجہد کریں اور اللہ ایسے بندوں کو پسند فرماتا ہے جو رزق کے حصول کے لئے زمین میں جدوجہد کرتے ہیں یہاں تک کہ اگر انہیں سفر بھی کرنا پڑے تو اعراض نہیں کرتے۔

"أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِين وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ"[30]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو اور حد سے آگے مت نکلو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔"

اس آیت میں اللہ پاک نے اپنے رزق سے استفادہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ البتہ دو شرائط کے ساتھ: اول یہ کہ حلال اور پاکیزہ طریقے سے استفادہ کیا جائے۔ دوم یہ کہ تقویٰ اور خوف خدا کے ساتھ ہو۔

اور بار دگر ارشاد فرمایا کہ:

" فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ "[31]

ترجمہ: "جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔"

مال کا حصول حلال طریقے سے ہونا ضروری ہے، حلال مال وہی ہوگا جس کا ذریعہ بھی حلال ہوگا، ورنہ حلال رزق بھی حرام اور ناپاک تصور ہوگا، جیسے حلال اناج اور گندم چوری کے ذریعے، اسی طرح حلال روپے رشوت اور غبن کے ذریعے، ناپ تول میں کمی، یا ملاوٹ کر کے اور جھوٹ بول کر کمائے جائیں تو یہ ساری چیزیں حلال رزق کو بھی حرام کر دینے والی ہیں مال کے حصول میں دیانت و امانت کے اصول کو مرکزی نکتہ کی حیثیت دی گئی ہے؛ تاکہ باہمی مفادات کا احترام و تقدس قائم رہ سکے؛ چناں چہ باطل طریقے سے ایک دوسرے کے مال کو کھانے سے منع کیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یَاأَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْالَاتَاْکُلُوْا أَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ "[32]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے مال آپس میں باطل طریقہ سے مت کھاؤ۔"

ان آیات کے علاوہ بھی سورہ بقرہ، سورہ مومنون کی آیات جو قبلاً مذکور ہو چکی ہیں مقالہ کو طوالت سے بچانے کے لئے تکرار نہیں کی گئیں ان تمام ہی آیات میں کسب حلال کی تشویق موجود ہے۔

تشویق کسب حلال حدیث کے تناظر میں

اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی جانب تشویق کے فقہی مبانی کا دوسرا اہم ترین جز سرور کائنات سردار الانبیاء ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں جن میں مسلسل نبی اکرم ﷺ نے رزقِ حلال کمانے کا درس دیا ہے اور محنت سے کمائے ہوئے رزق کو پسند فرمایا ہے۔ آپ ﷺ ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

"فرض عبادت کے بعد طلب حلال رزق اہم فریضہ ہے۔"[33]

یعنی حلال کمائی کو فریضہ سے تعبیر کیا گیا ہے حلال روزی کمانا فرائضِ (لازمہ) کے بعد فریضہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ:

"اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے حلال رزق تلاش کرو یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔"[34]

یعنی کہ کسب حلال کے لئے اس قدر تشویق ہے کہ اس کی عظمت جہاد قربتاً الی اللہ جیسی ہے ایک اور جگہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"تم میں ایک شخص لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور اُسے بیچ کر گزارا کرے، یہ اس کیلئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے، وہ اُسے دے یا انکار کر دے۔"[35]

اس حدیث مبارکہ کے مطابق کسب حلال کسی کے سامنے سوالی بنے سے بہتر ہے کسبِ معاش میں محنت کو خاص اہمیت حاصل ہے، خود محنت کر کے کمانے کو سراہا گیا ہے ایک اور جگہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

"وہ شخص خوش بخت ہے کہ جس کی سعادت کی بنیاد شکم مادر ہی میں رکھی گئی ہے اور بد بخت وہ شخص ہے کہ جس کی شقاوت کی بنیاد اس کی ماں کے پیٹ ہی میں رکھی گئی ہے۔ لہذا وہ غذائیں کہ جو انسان، جنین کی صورت میں اپنی ماں کے پیٹ میں حاصل کرتا ہے اور اسی طرح ماں کا حلال و حرام کی رعایت کرنا، بچے کی سعادت و شقاوت پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔"[36]

اس حدیث پاک کے تناظر میں اگر تشویق برائے کسب حلال کا مطالعہ کریں تو اللہ اور اس کے حبیب ﷺ قبل از آمد دنیا ہی اولاد کے لئے کسب حلال کی جانب متوجہ کر رہے ہیں ایک اور جگہ ارشاد گرامی ﷺ ہے

کہ: "گناہوں میں سے بعض گناہ ایسے ہیں، جنہیں نہ نماز معاف کرواتی ہے، نہ ہی روزہ اور نہ حج وعمرہ معاف کراتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ پھر انھیں کون سی چیز معاف کرواتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا کفارہ کسبِ معاش میں پیش آنے والی پریشانیاں ہیں"۔[37]

حضورِ اکرم ﷺ نے طلبِ معاش کی فکر کو (مخصوص) گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا تشویق ہو سکتی ہے ایک مسلمان کے لئے کہ اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو وہ حسب حلال کے پل پر چل کر اپنے رب کو راضی کر سکتا ہے۔ خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اولین پہلو یہ ہے کہ

"آپ ﷺ خود محنت فرما کر اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے روزی کماتے، خود کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے تھے، قبل از نبوت کی حیاتِ طیبہ میں کئی ایک تجارتی اسفار جو شام، بصرہ اور یمن کی طرف اختیار فرمائے قابلِ ذکر ہیں۔"[38]

حضورِ اکرم ﷺ کی مبارک اور پاکیزہ تعلیمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے محنت کرکے حلال روزی کمانا شریعت میں محمود اور مطلوب ہے۔ کسب حلال کی تشویق کے سلسلے میں ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے، بلاشبہ بندہ جب اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو اسکا چالیس دن کا عمل قبول نہیں کیا جاتا اور جس آدمی کا جسم حرام وسود سے پلا ہو، اس کیلئے جہنم ہی لائق ہے۔"[39]

حلال رزق کو حلال طریقہ سے کمانے کی ترغیب آپ ﷺ نے ایک دوسرے انداز میں بھی ارشاد فرمائی ہے؛ چناں چہ ارشاد مبارک ہے کہ:

"جس شخص کا گوشت پوست ظلم اور سود سے پلے بڑھے، اس کے لیے جہنم کی آگ ہی زیادہ بہتر ہے۔"[40]

دوسرے کا حق چاہے زیادہ ہو یا معمولی، ناجائز طریقہ سے قبضہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور کسب حلال کی ہر ہر قدم پر تشویق دلائی ہے تاکہ ایک سچا مسلمان اس جانب راغب ہو اور اپنے رب ورسول ﷺ کی خوشنودی و رضا پاسکے اور ایک بہترین اسلامی معاشرے کے قیام میں معاون ومددگار ثابت ہو سکے کیوں کہ ایک بہترین معاشرے کی بہترین اکائی فرد ہی تو ہے۔

فقہی مبانی کے تناظر میں رزق حرام کمانے کی ممانعت

جہاں اسلامی معاشرے میں کسب حلال کی جانب تشویق کے فقہی مبانی موجود ہیں وہیں پر رزق حرام کمانے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے رزق حرام کمانا اسلام میں سخت ناجائز اور اس سے حاصل ہونے والی ہر چیز منحوس وبے برکت قرار دی گئی ہے ان تمام آیات واحادیث کا مطالعہ کریں تو یقیناً ایک مومن کے دل میں غضب خدا کا

خوف پیدا ہو گا جس سے اس کی کسب حلال کی چاہ بڑھے گی کیوں کہ کسی شے کی تشویق تبھی زیادہ ہوتی ہے جب اس کے مثبت و منفی دونوں پہلوں سے آگاہی ہو، چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہوتا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ"[41]

ترجمہ: "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو باطل طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ آپکی رضا سے تجارت ہو۔

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ "[42]

ترجمہ: "اے ایمان والو! ان پاکیزہ کمائیوں میں سے اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا کرو اور اس میں سے حرام مال کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کا ارادہ مت کرو کہ (اگر وہی تمہیں دیا جائے تو) تم خود اسے ہرگز نہ لو سوائے اس کے کہ تم اس میں چشم پوشی کرلو۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے خبیث اور مالِ حرام کے خرچ کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ حرام مال خبیث اور ناپاک ہے۔ بعض اقوام جنہوں نے پروردگار عالم کی ہدایت اور رہنمائی سے روگردانی کی اور اس کی مخالفت کی اور اس دنیا میں بالخصوص معاشی معاملات کے اندر اپنی من مانی کرنا چاہی تو رب ذالجلال نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے قرآن مجید میں ان کا تذکرہ فرمایا کہ کس طرح وہ تباہی اور بربادی کا شکار ہو گئے انہیں وقت کے پیغمبر شعیب علیہ السلام نے یہی کہا تھا کہ:

"قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ۚ"[43]

ترجمہ: "انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور تم ناپ تول میں بھی کمی نہ کرو میں تمہیں آسودا حال دیکھ رہا ہوں اور مجھے تم پر گھیرنے والے دن کے عذاب کا خوف (بھی) ہے۔ اے میری قوم! ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کرو لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد اور خرابی نہ مچاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا حلال کیا ہوا جو بچ رہے تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو۔"

اگر ناجائز طریقوں سے ایک دوسرے کا مال کھاؤ گے تو یہ اپنے آپ کو قتل کرنے کے مترادف ہو گا، تمہاری تباہی کا باعث ہو گا، اور اللہ تعالی تمہیں غرق کر دے گا۔

عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص حرام مال حاصل کرے گا تو اس میں برکت نہیں ہو گی اور اگر اس مال سے صدقہ دے گا تو (عند اللہ) قبول نہیں کیا جائے گا اور ترکہ میں اس مال کو چھوڑ کر مرے گا تو وہ (مال) اس کیلئے جہنم کا توشہ ہو گا۔"[44]

اس طرح ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"بغیر پاکیزگی کے نماز قبول نہیں ہوتی اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔"[45]

ان دونوں حدیث مبارکہ کے مطابق ناصرف مال حرام جہنم کا سبب ہے بلکہ اس سے کی گئی نیکی بھی ناقبول ہے اور بعد از موت بھی جہنم کی حدت بڑھنے کا باعث ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"قیامت کے دن بندے کے قدم (اپنی جگہ سے) نہیں ہٹ سکتے، جب تک چار چیزوں کے متعلق پوچھ گچھ نہ ہو جائے، ۱-عمر کہاں گنوائی، -جوانی کہاں برباد کی، ۳-مال کو کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ ۴-اور جو علم سیکھا تھا اس پر کیا عمل کیا۔"[46]

ایک اور حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے کہ: "تم میں سے کوئی مٹی لے اور اپنے منہ میں ڈال لے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی چیز اپنے منہ میں ڈالے جو اللہ تعالی نے حرام کی ہے۔"[47]

اللہ اکبر! حضور نبی کریم ﷺ مٹی سے پیٹ بھر لینے کو رزقِ حرام سے پیٹ بھرنے پر ترجیح دے رہے ہیں، معلوم ہوا کہ رزق حرام سے بچنا مسلمان کیلئے ضروری امر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی کو اس کی پرواہ نہیں ہو گی کہ روزی حلال طریقے سے کمائی ہے یا حرام سے۔ جس طرح حرام سے بچنا ضروری ہے، اسی طرح شک وشبہ کی کمائی اور مشکوک مال سے بھی بچنا ضروری ہے۔ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور اس حلال و حرام کے بیچ میں بعض شبہ والی چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ آیا وہ حلال ہے یا حرام ہے، جو بعض شک و شبہ والی چیزوں سے بچا، اس نے اپنے دین (عزت کو) بچا لیا اور جو ان شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا تو اسکی مثال اس چرواہے جیسی ہے جو شاہی چراگاہ کے پاس اپنے جانوروں کو چرائے، قریب ہے کہ کوئی جانور اس میں گھس جائے، خبردار، ہر ایک بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہے جس میں دوسرے کے جانوروں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔"[48]

ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ مال کہاں سے اور کیسے کمائے (یعنی حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتا) تو اللہ تعالی کو بھی اسکی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دوزخ کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔" [49]

اسلامی معاشرے پر کسب حرام کے نقصانات

اسلامی معاشرے پر کسب حلال سے دوری اور کسب حرام کے نقصانات کو اگر ہم ملاحظہ فرمائیں تو دور حاضر میں اللہ رب العزت کے نظام کو چھوڑ کر من مانی معاشی سرگرمیاں ہم دیکھ رہے ہیں کہ زمین کے خزانے بے حساب ہیں رزق کے وسائل اللہ رب العزت نے بہت زیادہ فرمائے ہیں، لیکن انسانی معاشرہ پریشانیوں کے اندر مبتلا ہے، معاشرے میں امن نہیں ہے، چین نہیں ہے۔ جس کا باعث کسبِ حلال سے اعراض ہے۔ رزق حرام میں مقدار میں زیادہ ہونے کے باوجود بھی برکت نہیں ہوتی، بعض دفعہ اس مالِ حرام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس شخص کو ایسی بیماریوں، پریشانیوں یا ایسی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ وہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (ظلم وزیادتی) سے کمایا ہوا مال تباہی وبربادی کا سبب بن جاتا ہے۔ حرام چیزیں دو طرح کی ہیں۔ ایک وہ چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے لیکن کسی مصلحت سے پیدا کرنے والے نے اس کا کھانا حرام کر دیا ہے، جیسے مردار، بہتا ہوا خون یا خنزیر (سوٗر) جو چیز غیر اللہ کے نام پر ہو۔ دوسری وہ چیز ہے جو اصل میں حلال تھی مگر انسان نے خود (اس کو ناجائز طریقہ سے حاصل کر کے) اپنے لئے حرام بنا لیا، جیسے چوری کا مال یا جھوٹ بول کر دھوکہ دیکر کمایا ہوا مال، جو اصل میں تو حلال تھا لیکن انسان نے اسے ناجائز طریقہ سے حاصل کیا اور اسے اپنے لئے حرام کر لیا۔ قرآن کریم نے ان دو طریقوں سے حرام ہونے والی چیزوں کو انسان کیلئے حرام قرار دیا ہے۔ رزق حرام کی آخرت میں سزا جہنم ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر انسان شبہات کا بھی ارتکاب کرے اور یہ اسے حرام کی طرف لے جائیں تو نہ اس کا دین بچے گا نہ اس کی عزت و کرامت بچے گی انسان ذلیل وخوار ہو جائے گا اور دین کی رہنمائی سے محروم ہو جائے گا پھر انسان کا دل ایسا ہو جاتا ہے کہ انسان کو راستہ ہی سجھائی نہیں دیتا نیکی نیکی معلوم نہیں ہوتی، برائی برائی معلوم نہیں ہوتی دل سیاہ ہو کر الٹا ہو جاتا ہے اور انسان کو کچھ بھی سجھائی نہیں دیتا جبکہ کسبِ حلال پر اکتفا کرنا انسان کی عبادات اور دعاؤں کی قبولیت کا سبب ہوتا ہے حرام انسان کو ایسا بنا دیتا ہے کہ اس سے نہ انسان کی دعا قبول ہوتی ہے اور نہ عبادات اور دعا سب سے بڑی عبادت ہے زندگی کے اندر راحت اور سکون نہیں رہتا زندگی پریشانیوں کا مجموعہ بن جاتی ہے انسان دولت کے انبار جمع کر لیتا ہے اور کاروبار کے دائرے وسیع کر لیتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ اسے نہ سکھ کی نیند آتی ہے اور نہ راحت کے ساتھ وہ زندگی بسر کر سکتا ہے بلکہ امن وامان کی صورت حال مخدوش ہو جاتی کہ انسان کسی وقت بھی اپنے آپ کو کہیں بھی محفوظ نہیں سمجھتا اور ہر وقت اپنے آپ کو خطرے کے اندر محسوس کرتا ہے یہ اس امر کا نتیجہ ہوتا

ہے کہ انسان نے حلال کے دائرے سے نکل کر حرام کے اس ممنوع دائرے کے اندر قدم رکھ دیا جس سے اللہ ربّ العزت نے اسے منع کیا تھا

کسب حلال کے مثبت معاشرتی پہلو

اللہ ورسول ﷺ کی خشنودی کا حصول

سب سے بڑا افادیت کا پہلو تو یہی ہے اس سے انسان کا پروردگار اور بادشاہ جس کے سامنے اس نے پیش ہونا ہے اور جا کر اپنی زندگی کا جواب دینا ہے وہ اس سے راضی ہو جاتا ہے، اس سے خوش ہو جاتا ہے، اس کی خوشنودی اور رضامندی انسان کو اگر حاصل ہو جائے تو اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کوئی سعادت کی بات نہیں اور ساتھ ہی ساتھ رب العالمین کے محبوب سرور کائنات ﷺ کی خوشنودی کا حصول بھی ممکن ہوتا ہے اور روز قیامت اپنے آقا سرکار دوجہاں ﷺ کے سامنے شرمندگی سے بچنے کے ساتھ اپنے آقا ﷺ کی شفاعت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور حب وعشقِ اللہ ورسول ﷺ سے نا صرف انسان فردی طور سے مستفید ہوتا ہے بلکہ معاشرے کا ایک مثبت حصہ بنتا ہے کیوں کہ اس کا ہر عمل خوشنودی اور بھلائی کے لئے ہوتا ہے۔

1. اطمینان قلب

اگر انسان اپنے آپ کو حلال کے دائرے کے اندر محدود رکھتا ہے تو انسان کی زندگی میں اطمینان قلب، راحت و سکون بھی ہوتا ہے اور اسکے افعال و تصرفات کے اندر شیرینی اور مٹھاس ہوتی ہے، ایسا انسان معاشرے کے لئے ایک مثالی کردار ہوتا ہے پاکیزہ اور حلال چیز ہی انسان کے اندر حلاوت پیدا کرنے والی چیز ہے اور پھر یہی چیز ہے کہ جو انسان کو جنت میں لے جانے کا سبب بنے گی جنت میں وہی لوگ جائیں گے جو خود کو طیبات اور پاکیزہ رزق تک محدود رکھتے ہیں جنہیں فرشتے اس حال میں لے کر جاتے ہیں کہ انہوں نے طیّب بن کر زندگی گزاری ہے ان کا عمل، کھانا، لباس سب اچھا اور پاکیزہ، ہر عمل انہوں نے اچھا کیا ہے فرشتے انہیں لے کر جاتے ہیں اور پیغام دیں گے کہ تم پہ سلامتی ہو اللہ رب العزت کے بندو "طِبْتُمْ" تم پاک رہے اب یہ پاکیزگی کا گھر اب تمہارا ٹھکانہ ہے۔

"سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ"[50]

ترجمہ: "تم پر سلام ہو، تم خوش حال رہو تم اس میں ہمیشہ کیلئے داخل ہو جاؤ۔"

بہترین معاشی و معاشرتی نظام

سب سے پہلے تو اسلام نے معاشی سرگرمیوں پر حلال و حرام کی کچھ ایسی ابدی پابندیاں عائد کی ہیں جو ہر جگہ اور ہر زمانے میں نافذ العمل ہیں، یہ پابندیاں نہ صرف عقلِ انسانی کے موافق ہیں؛ بلکہ وحیِ الٰہی کے ذریعہ سے

ان کو ابدی حیثیت بھی دی گئی ہے؛ تاکہ کوئی مادہ پرست اور فاسد العقل شخص اپنی عقلی تاویلاتِ فاسدہ کے ذریعے ان سے چھٹکارا حاصل کر کے معیشت اور معاشرے کو ناہمواریوں میں مبتلا نہ کر سکے۔ کسی تاجر کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ سود، قمار، سٹہ بازی ور دیگر تمام بیوع فاسدہ و باطلہ کے غیر مشروع طریقہ سے مال کمائے۔ کیوں کہ یہ چیزیں عموماً اجارہ داریوں کے قیام کا ذریعہ بنتی ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں قدم قدم پر انسان کو یہ بتایا گیا ہے کہ معاشی سرگرمیاں اور ان سے حاصل ہونے والے مادی فوائد انسان کی زندگی کا منتہاء مقصود نہیں؛ بلکہ وجہ تخلیقِ آدم اخروی زندگی کی لازوال کامیابیوں کا حصول ہے، اگر کائنات کے کسی بھی خطے میں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات اوراحکام کا مکمل نفاذ ہو تو وہاں سے اشتراکیت، شیوعیت اور سرمایہ داریت کے تمام زہریلے اثرات ختم ہو جائیں گے، جس کے نتیجہ میں وہاں ظلم، قساوت اور نفس پرستی سے پاک معیشت وجود میں آئے گی۔ اسلام نے تجارت و معیشت کو پاکیزہ اور صاف ستھرا رکھنے کے لیے جو ضوابط و قوانین مقرر کیے ہیں وہ نہ صرف دنیامیں حلال رزق کے حصول کا ذریعہ ہیں؛ بلکہ آخرت میں اعلیٰ درجات کا باعث بھی ہیں۔

2. رحمتیں اور برکتیں

ایک بہترین افادیت کا پہلو یہ ہے کہ اس کے ساتھ اللہ رب العزت کی رحمتیں اور برکتیں انسان کو حاصل ہوتی ہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔"[51]

ترجمہ: "اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے
لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔"

اگر لوگ دنیا کے اندر بسنے والے ایمان اور تقوی کا راستہ اختیار کریں جس کا مظہر اور مقتضی یہ ہوتا ہے کہ انسان حلال کے دائرے میں اپنے آپ کو محدود رکھے اور حرام سے اجتناب کرے تو اس ایمان اور تقوی کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت آسمان و زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں اور انسان کی عزت اور کرامت بھی اسی چیز کے اندر ہے کہ انسان اپنے آپ کو حلال کے دائرے کے اندر محدود رکھے اور حرام کی طرف تجاوز نہ کرے

۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: "جو شبہات سے بچتا ہے وہ اپنی عزت کو بھی بچالیتا اور جو شبہات میں پڑ گیا گویا وہ حرام میں پڑ گیا"۔ [52]

خلاصہ کلام

ہر چیز کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے سچا بادشاہ ہے، اس لئے انسان کو اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے یہ دیکھنا پڑے گا کہ اس کا پیدا کرنے والا اس جہاں کا بادشاہ اس کے لئے کونسا طرز عمل پسند کرتا ہے اسے راضی رکھنا ہوگا اور اس کی ناراضگی سے خود کو بچانا ہوگا، اللہ رب العزت نے اس حوالے سے وحی کے ذریعے بھی رہنمائی فرمائی ہے اور عقل وفطرت کے ذریعے بھی کہ انسان کو کونسا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے۔

آج اگر دعائیں قبول نہیں ہو رہی ہیں، اخلاص ویکسوئی کے باوجود عبادات میں لطف وسُرور محسوس نہیں ہوتا، معاشرہ روحانی ابتری اور اخلاقی تنزل کا شکار ہے تو اس کا ایک بنیادی سبب رزقِ حلال میں محتاط رویہ نہ اپنانا ہے۔ اگر کوئی شخص رزقِ حلال وطیب کی پابندی کے ساتھ عملِ صالح میں زندگی گزارتا ہے، تو گویا اس نے حسنۂ دنیا کو بھی پالیا اور حسنۂ آخرت کو بھی۔ رزقِ حلال کھانے سے نیکی کی توفیق ملتی ہے جبکہ رزقِ حرام کھانے سے نیکی کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ غذا جیسے انسانی جسم اور صحت پر اثر انداز ہوتی ہے ویسے ہی روح پر بھی اثر چھوڑتی ہے، حلال خوری انسان کے اندر ایک روحانی قوت پیدا کرتی ہے، جو انسان کے دل ودماغ کو راہِ راست پر رکھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حلال کھانے والوں میں رشتوں کی اہمیت، خیر خواہی اور قدر زیادہ ہوتی ہے، جو درحقیقت ایک خاندان اور پھر مجموعی طور پر ایک معاشرے کو مضبوط کرنے کا باعث بنتی ہے۔ کسب حلال، شرافت کی علامت اور عزت ووقار کی دلیل ہے۔ انسان جب کسب حلال میں سرگرم رہتا ہے تو اس کو نہ مسکنت چھوتی ہے، اور نہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، بے شک دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا ایک معیوب چیز ہے۔ مگر کسب حلال اس وقت ہے جب کسب معاش کا طریقہ بھی حلال ہو اور شئ مطلوب بھی حلال ہو۔ ورنہ پھر کسب معاش وبال جان بن جاتا ہے۔ حرام طریقے سے کمائی ہوئی چیز اور حرام چیز دونوں ہی اللہ کے نزدیک غیر مقبول اور مستحق عذاب ہے۔ اور سماج میں بھی باعث ننگ وعار اور شرمندگی وندامت کا سبب ہے۔ انسان کی زندگی کو باقی رکھنے اور اس کی جسمانی قوت کو بحال رکھنے، دنیا میں نسل انسانی کو باقی رکھنے کے لئے انسان کی ضروریات بہت ہیں، اللہ تعالی جو پروردگارِ عالم ہے نے بڑے وسیع اور اعلی پیمانے پر انسان کی ضروریات پوری کرنے کا انتظام فرمادیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے اس زمین کے اندر انسان کے برتنے اور استعمال کرنے کے لئے سامان زندگی فراوانی کے ساتھ پیدا فرمادیئے ہیں، اللہ تعالی نے بہت بڑے خزانے اس دنیا کے اندر رکھے ہوئے ہیں جنہیں انسان استعمال کر سکتا ہے۔ اللہ رب العزت نے چونکہ

انسان کو ایک اعلیٰ مقام و مرتبہ عزت و کرامت کا عطا فرمایا ہے، اس لئے انسان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق اسے استعمال کرے جن چیزوں کے استعمال کا اللہ رب العزت نے راستہ کھولا ہے انہیں استعمال کرے اور جن سے روکا ہے ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کے رکھے۔ رب العالمین نے تمام مخلوقات کی روزی اپنے ذمہ لی ہے، اور دنیا کو دارُ الاسباب قرار دے کر اپنی سنت جاری فرمائی کہ محنت اور کوشش کے بقدر معاش اور اسبابِ معاش فراہم کیے جائیں گے، انسان خدا کی عطا کردہ کسبی صلاحیتوں سے خدا کے خزانوں سے بھرپور استفادہ کرسکتا ہے؛ مگر یاد رہے کہ انسانیت کا تقاضہ ہے کہ اس حوالے سے افراط و تفریط سے کام نہ لیا جائے، عدل و انصاف کا دامن چھوٹنے نہ پائے، جائز اور صحیح ذرائع آمدنی و معاش کو اختیار کیا جائے، خدا کی منع کردہ چیزوں سے مکمل اجتناب کیا جائے، جو چیز جس شخص کی ملکیت میں ہے، اس کے حق کا احترام کیا جائے؛ البتہ دوسرے کی شئ مملوکہ کو حاصل کرنے کا درست طریقہ یہ ہے کہ خرید و فروخت اور لین دین کے ذریعے تبادلہ کی شکل اختیار کی جائے۔

نتائج

اسلام نے طیبات اور پاک رزق کو حلال اور جائز قرار دیا ہے۔ حلال کھانے سے نیکی کی توفیق پیدا ہوتی ہے اور گناہ اور معصیت کے امور سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ انسان اچھے کردار اور رویوں کا خوگر بن جاتا ہے۔ اور ہمہ وقت معصیت خداوندی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ انسانی اعمال خواہ عبادات ہوں یا معاملات سب کی قبولیت کو رزق حلال سے مشروط کیا گیا ہے اور حرام خوری سے اجتناب کو سعادت اور تقوی کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ انفرادی طور پر بلکہ اجتماعی طور پر پورا معاشرہ سکون، اطمینان اور خوشحالی کا باعث بنتا ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات پر عمل کیا جائے گا اور بندہء مومن خود کو حرام اور ناجائز سے بچائے تو اس کی زندگی پر اچھے اور مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور اولاد فرماں بردار اور سعادت مند ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ اسے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی، قلبی و نفسیاتی سکون نصیب ہوگا، دل نور ایمانی سے منور ہوگا، ترقی و کامرانی کی راہیں ہموار ہوجائیں گی۔ رزقِ حلال کے متلاشی کی روح پاکیزہ ہوتی ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور وہ حق کی قبولیت کا جذبہ رکھتا ہے۔ یہ تمام امور وہ ہیں جو معاشرے میں ایک خاندان کے استحکام کے لیے لازم ہیں جس کی بدولت ایک خاندان میں استحکام آتا ہے، اور خاندانی نظام مضبوط ہوتا ہے، اور جب خاندان مستحکم ہوگا تو معاشرہ مستحکم اور خوشحال ہوگا۔ جبکہ دوسری صورت میں زندگی منفی خیالات کا گہوارہ بن جائے گی اور بے برکتی کا عمل دخل زیادہ ہوجائے گا اور اولاد نافرمان ہوگی، اللہ کی خوشنودی سے محروم رہے گا، قلبی اور نفسیاتی سکون نصیب نہیں ہوگا، ترقی و کامرانی کی راہیں معدوم ہوجائیں

گی، دعاؤں میں قبولیت کی تاثیر نہیں رہے گی اور حق گوئی کا حوصلہ ختم ہو جائے گا۔ اور خاندانی نظام پارہ پارہ ہو جائے گا اور معاشرے میں بدامنی و بدعنوانی کا راج ہو گا۔ مسلمان کے لیے فرائض خداوندی یعنی نماز، روزہ اور حج و زکوٰۃ کے بعد رزق حلال کے لیے کوشش کرنا بھی فرض ہے۔ بندہ جو حرام مال کمائے گا، اگر اُس کو صدقہ کرے گا تو وہ مقبول نہیں ہو گا اور اگر خرچ کرے گا تو اُس میں برکت نہ ہو گی اور اگر اُس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ کر مر جائے گا تو وہ اُس کے لیے جہنم کا توشہ بنے گا۔ وہ گوشت جنت میں داخل نہیں ہو گا جو حرام غذا سے بنا ہو گا اور ہر وہ گوشت جو حرام غذا سے بنا ہو جہنم اس کا زیادہ حق دار ہے

سفارشات

کسی بھی تحقیقی عمل کے بعد موضوع کے مزید پہلوؤں پر تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اس کا دائرہ وسیع ہو۔ ذیل میں تجویز کردہ موضوعات تحقیق کے مزید پہلوؤں کو شامل کرنے کے لیے محققین کے لیے اہم ہیں:

مجوزہ تحقیقی موضوعات برائے محققین:

1. کسبِ حلال کی اہمیت اور طلبِ حرام کی ممانعت مذاہب کے تناظر میں
2. کسبِ معاش میں افراط و تفریط سے ممانعت: ایک تحقیقی جائزہ
3. کسبِ معاش: اسلامی اور دیگر مذاہب کی تعلیمات کا تقابلی تجزیہ
4. جدید معاشی نظریات اور اسلام کا مطالعاتی تجزیہ
5. انسانی ضروریات اور کسبِ حلال: ایک تنقیدی جائزہ

عام ہدایات:

1. مالِ حلال کمانے کے ذرائع کو مشکل سمجھنے کا شیطانی وسوسہ دور کرنے کے لیے انبیاء کرام اور بزرگان دین کے ذرائع آمدنی کا مطالعہ مفید ثابت ہو گا۔ ان کا جائزہ لے کر رزق حلال کے ذرائع میں شرم محسوس کرنے کا خاتمہ ہو گا اور ہر جائز ذریعہ اپنانا آسان ہو جائے گا۔
2. رسول پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اُمتی کے لیے فخر کا باعث ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کمائے، کیونکہ اسلامی حدود کے مطابق رزق کمانا دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔
3. رزقِ حلال کی ترغیب اور مالِ حرام سے بچنے کی تاکید کے لیے قرآن و سنت کا مطالعہ ضروری ہے، تا کہ ہر مومن عزم کرے کہ ہمیشہ مالِ حلال ہی کمائے گا اور حرام ذرائع سے بچے گا۔

4. کسبِ حلال کا تعلق اچھی تربیت اور مثبت ماحول سے ہے۔ پر امن اور خوشگوار ماحول میں، انسان کے طور طریقے اور عادات بہتر ہوتی ہیں۔ اسلامی معاشرے کو مثالی بنانے کے لیے رزقِ حلال کے حصول کو ترجیح دینا لازم ہے، تاکہ افراد خود کفیل ہوں اور دوسروں پر انحصار نہ کریں۔

حوالہ جات

[1] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع سنن ترمذی مترجم مع فوائد و توضیح، ترمذی (لاہور: دار الحمد، فروری 2018ء)، ح 2344

[2] القرآن: 39/53

[3] (باترجمہ قرآن سے استفادہ حاصل کی گیا) مترجم: نجفی شیخ محسن علی (لاہور: اداری نشر معارف اسلامی، دسمبر 2000ء)

[4] القرآن: 11/78

[5] القرآن: 168/2

[6] القرآن: 51/23

[7] غزالی، ابو حامد محمد، کیمیائے سعادت اردو، مترجم نقشبندی محمد سعید احمد، (لاہور: حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، جون 1999ء)، ص 246

[8] ایضاً

[9] ایضاً

[10] الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، ترجمہ، طارق بن عوض اللہ الحسینی، (قاہرہ: دار الحرمین، 1416ھ)، ج 6، ص 310، ح 6495

[11] الخطیب، ولی الدین محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ شریف، مترجم شاہجہانپوری، عبد الحکیم خان اختر، (لاہور: فرید بک، اپریل 2018ء)، ج 2، ص 124

[12] ایضاً

[13] القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب مترجم نواب وحید الزمان، (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2004)، ح 2393

[14] القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب مترجم نواب وحید الزمان، (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2004)، ح 2395

[15] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع سنن ترمذی مترجم مع فوائد و توضیح، ترمذی (لاہور: دار الحمد، فروری 2018ء)، ح 2915

[16] القرآن: 20/118-119

[17] عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، سورہ طٰہٰ، آیت 118-119 (کراچی: ادارہ المعارف، 1422ھ)، ص 166

[18] القرآن: 7/10

[19] القرآن:51/22

[20] تبریزی خطیب، محمد بن عبد اللہ خطیب، مشکواۃ المصابیح، المکتب الإسلامی (بیروت: الطبعة: الثالثة، 1985)، ج3، ص95

[21] النسائی، احمد بن شعیب ، سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ باب الاستعاذۃ من شر الکفر (بیروت : دارالکتب خانہ، 1980)، ج2، ص316، ح5390

[22] ابو داؤد، سنن ابو داؤد، باب في الاستعاذۃ، (بیروت: دار لکتب العلمیہ، 2005)، ج1، ص216، ح1320

[23] القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب مترجم نواب وحید الزمان، (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2004)، ج1، ح336

[24] ابن حجر: فتح الباري، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، (قاہرہ، دارالریان للتراث، 1987)، ج4، ص358، ح1931

[25] بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل ، صحیح البخاری ، کتاب البیوع باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، (بیروت: دار لکتب العلمیہ جنوری، 2004)، ج7، ص235، ح1930

[26] بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، کتاب الاجارہ باب رعی الغنم علی قراریط، (ایضاً)، ج1، ص301، ح2102

[27] القرآن:62/10

[28] القرآن:29/17

[29] القرآن:73/20

[30] القرآن:5/88

[31] القرآن:16/114

[32] القرآن2/188

[33] البیہقی، السنن الکبری بیروت، مؤسسہ الرسالہ، (بیروت: دار الکتب العلمیہ1410ھ) الطبعۃ: الأولی، ج18، ص251

[34] الطبرانی، المعجم الکبیر، باب صفوان بن اُمیہ، (موصل: مکتبہ الزہراء، 1983)، الطبعہ: الثانیہ7، ص47، ح7191

[35] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مترجم محمد داؤدراز دھلوی، (دہلی: ناشر مرکزی جمعیت الحدیث ہند، 2004) ح1470

[36] الطبرانی، المعجم الصغیر (مدینہ: مؤسسۃ علوم القرآن، مکتبۃ العلوم والحکم، 1409ھ)، ج2، ص414، ح774

[37] الہیثمی، نورالدین علی بن أبی بکر، مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب الکسب والتجارۃ ومحبتہا والحث علی طلب الرزق، (بیروت: دارالفکر)، ج4، ص109، ح6239

[38] نعمانی، شبلی، سیرۃ النبی ﷺ، ظہورِ قدسی، شغل تجارت (لاہور: کواپریٹو کیپٹل پرنٹنگ پریس، 1985)، ط5، ج1، ص187

[39] الطبرانی، ج6، ص311، ح6512

[40] 6498 الطبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، ترجمہ، طارق بن عوض اللہ الحسینی، (قاہرہ: دارالحرمین، 1415ھ)، ج6، ص310، ح

[41] القرآن:4/29

[42] القرآن:2/267

[43] القرآن:11/84-86

[44] حنبل، احمد، مسند امام احمد بن حنبل، مترجم محمد ظفر اقبال، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2019ء)، ج3، ح3672

[45] القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، مترجم نواب وحید الزمان، (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2004)، ج1، ح535

[46] حاکم نیشاپوری، ابوعبد اللہ محمد، مترجم، قادری رضوی، ابی الفضل محمد شفیق، المستدرک علی الصحیحین، (لاہور: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، فروری 2010ء)1785

[47] مسند احمد،7482

[46] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، مترجم محمد داؤد راز دھلوی، (دہلی: ناشر مرکزی جمعیت الحدیث ہند، 2004م) ح2059

[49] معجم اوسط222/4

[50] القرآن:39/73

[51] القرآن:7/96

[52] صحیح مسلم: کتاب المساقاۃ، باب أخذ الحلال وترک الشبھات1214

مراجع ومصادر

1. القرآن
2. باترجمہ قرآن، مترجم: نجفی شیخ محسن علی (لاہور: اداری نشر معارف اسلامی، دسمبر 2000ء)
3. شیرازی، آیت اللہ ناصر مکارم، تفسیرِ نمونہ، مترجم مولانا سید صفدر حسین نجفی، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ربیع الثانی 1417ھ)
4. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مترجم محمد داؤد راز دھلوی، (دہلی: ناشر مرکزی جمعیت الحدیث ہند، 2004)
5. سیوہاروی، محمد حفظ الرحمٰن، قصص القرآن، (کراچی: دارالاشاعت اردو بازار، 2002ء)
6. ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع سنن ترمذی مترجم مع فوائد وتوضیح، ترمذی (لاہور: دار الحمد، فروری 2018ء)
7. فلاحی، ولی اللہ سعیدی، حلال کمائی اہمیت، آداب اور تقاضے (لاہور: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، 2012ء)
8. گھمن، محمد الیاس، شریعت اسلام کی نظر میں "کسب حلال" (سرگودھا: مرکز اہل سنت والجماعت، 2022ء)
9. القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، مترجم نواب وحید الزمان، (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2004)

10. ابراہیم بن عبد المقتدر، 100 حرام کاروبار اور تجارتی معاملات،(لاہور: مکتبہ بیت السلام الریاض،2014)

11. فیروز اللغات (فارسی، اردو) مرتب کردہ: مقبول بیگ باخشانی، ایڈیٹر: ڈاکٹر وحید قریشی،(لاہور: فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ2004ء)

12. آزاد دائرہ المعارف ویکیپیڈیا

13. اویسی، فیض احمد، رسالہ کسب الکمال فی برکات رزق الحلال،(بہاولپور: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی،2021ء)

14. قادری، سیف رضا، رزقِ حلال کی اہمیت،(انڈیا: فکر رضا آفیشل،2020ء)

15. جانباز، محمد علی، رزق حلال اور رشوت،(سیالکوٹ: مکتبہ رحمانیہ ناصر روڈ،2017ء)

لشیبانی، محمد بن حسن، کسبِ حلال اور راہِ اعتدال، مترجم و شارح : مولانا ولی اللہ مظاہری صدیقی،(لاہور: طوبیٰ ریسرچ لائبریری،2015ء)